© rasailojaraid.com

حق کی دعوت میں مصلحت! اہل فکر و دانش کے لیے لمحہ فکریہ!

چودھری محمد یسین ظفر پرنسپل جامعہ سلفیہ

یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ حق اور سچ ہمیشہ حیران کر دیتا ہے۔ اس لیے کہ آباواجداد کے مسلسل عمل اوران سے سنی گئی باتیں ذہن میں اس قدر پختہ ہو جاتی ہے۔ کہ وہ عقیدہ کا حصہ بن جاتی ہیں۔ انہیں چھوڑنا تو دور کی بات اس پر غور و فکر بھی مشکل ہوتا ہے۔ دلیل کی بجائے انسان عقل پرستی پر اتر آتا ہے۔ اور عقل آباواجداد کی تقلید کرنے کی تلقین کرتی ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جب بت پرستی کے خلاف بات کی اور انہیں یہ مکمل احساس دلا دیا کہ یہ بت دوسروں کو نفع و نقصان تو کیا پہنچائیں گے۔ یہ خود اپنا تحفظ نہیں کر سکتے۔ دلیل سے عاری قوم اس حیران ہوئی اور ان کا ایک بھی جواب تھا کہ ہمارے آباؤ اجداد ایسا ہی کرتے رہے۔ ''وجدنا علیہ آباءنا'' آپ کو توحید کی دعوت سے باز رکھنے کے لیے آگ میں جلانے کی ناکام کوشش ہوئی۔ مگر آپ نے اپنا مشن جاری رکھا۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت اہل مکہ پوری طرح جہالت میں گرے ہوئے تھے۔ بت پرستی کے ساتھ اخلاقی پسماندگی کا شکار تھے۔ انانیت اور تکبر کی وجہ سے کوئی نصیحت سننے کو تیار نہ تھے۔ ایک دوسرے سے بے نیاز اپنی دنیا میں مگن تھے۔ ان حالات میں آپ نے تن تنہا توحید کا علم بلند کیا۔ اور اہل مکہ کو بت پرستی کو ترک کرنے، بندوں کی طرح زندگی گزارنے، ایک دوسرے کا ادب واحترام، حقوق کی ادائیگی، حلال وحرام کی تمیز، سچائی اور صداقت کو اختیار کرنے، امانت و دیانت کے ساتھ معاملات کرنے، ایفائے عہد کا درس دیا۔ اس پر پورا مکہ حیران و پریشان ہوا۔ انہیں تعجب ہوا۔ آپ ﷺ کی آواز اجنبی لگی۔ وہ لوگ جو آپ کو امین وصادق کا خطاب دیتے تھے۔ اظہار حق پر ہر طرح کے طعنے دینے لگے۔ انہیں یقین نہیں آرہا تھا کہ آپ پورے عہد کو جھٹلا دیں گے۔ صدیوں سے جاری بت پرستی کے خلاف کوئی آواز بلند کرے گا۔ اسی لیے انہیں آپ کے بارے میں شک گزرا۔ بعض جہلاء نے آپ کو نعوذ باللہ ساحر کہا۔ اور بعض نے مجنون، ان کے خیال میں صدیوں سے جاری عقیدہ کے خلاف صرف وہی شخص بات کر سکتا ہے۔ جو بیمار ذہن رکھتا ہو۔ حالانکہ آپ تو حق اور سچ کی آواز بلند کر رہے تھے۔ آپ نے صدیوں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پڑھے ہوئے گرد آلود پردے کو اٹھا دیا۔ اور پوری قوم کو اصل حقیقت دکھائی تھی۔

آپ کی مخالفت میں ایک طوفان برپا ہوا۔ غیر تو غیر اپنے بھی مخالف ہوئے۔ حتی کہ آپ کے چچا ابو لہب تو بدتمیزی پر اتر آیا۔ جس پر سورۃ اللہب نازل ہوئی۔ اس شدید مخالفت نے بھی آپکو حق کہنے سے نہ روکا۔ اور آپ مسلسل یہ دعوت دیتے رہے۔ اذیت تکالیف اور آلام برداشت کیے۔ آپ کے رفقاء بھی ہمراہ تھے۔ حتی کہ معاشرتی بائیکاٹ ہوا۔ اور تین سال انتہائی اذیت میں گزارے۔ جب آپ کو حق کہنے سے روکنے میں کوئی حربہ کامیاب نہ ہوا۔ تو ایک اور کوشش ہوئی۔ اور اس کو مصلحت کا نام دیا گیا۔

آپ سے درخواست کی گئی کہ آپ ﷺ کی دعوت کی وجہ سے پورا مکہ اختلافات کا شکار ہے۔ گھر گھر لڑائی شروع ہے۔ لہذا آپ اس دعوت سے دست کش ہو جائیں۔ تو آپ نے نہ صرف انکار کیا۔ بلکہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام ہر حالت میں پہنچاؤ نگا۔ پھر آپ کو مختلف پر کشش پیش کشیں کی گئی۔ سرداری، دولت اور حسین ترین عورت سے شادی۔ آپ نے دوٹوک الفاظ میں ان کو ٹھکرا دیا۔ حالانکہ مصلحت کا تقاضا تھا۔ کہ آپ سرداری کی پیش کش کو قبول کر لیتے تو آپ کی دعوت آسان ہو جاتی لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ ممتاز مصری عالم دین ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی فقہ السیرۃ میں رقم طراز ہیں ”کیا حکمت یہ ہے کہ آپ دعوت کی راہ میں جو تدبیر بھی چاہیں اختیار کریں۔ خواہ اس کی جو بھی کیفیت یا نوعیت ہو؟ کیا شریعت نے آپ کو یہ حق دے دیا ہے۔ کہ آپ کا مقصد برحق ہے۔ تو آپ اس کو حاصل کرنے کے لیے جو راہ چاہیں اپنائیں اور جو ذریعہ چاہیں اختیار کریں۔

نہیں! اسلامی شریعت نے جس طرح مقاصد کو متعین کر دیا ہے۔ اسی طرح اس نے وسائل کی بھی نشاندہی کر دی ہے۔ اور تم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ مقصد تک رسائی حاصل کرنے کے لیے صرف وہی متعین راہ اپناؤ جو اس نے بتائی۔ حکمت اور تدبر کے مختلف معتبر معانی ہیں۔

مزید لکھتے ہیں ہو سکتا تھا کہ رسول کریم ﷺ ان لوگوں کے ساتھ سرداری یا بادشاہی کی شرط پر مصالحت کر لیں۔ اور دل میں مصمم ارادہ کر لیتے کہ سرداری یا بادشاہی کو بعد میں اسلامی دعوت کے لیے ذریعہ بنا لیا جائے گا۔ خصوصاً جب کہ حکمران یا بادشاہ کا اپنی رعایا پر بہت اثر ورسوخ ہوتا ہے۔ اس لیے حکومت پر قبضہ جمانے کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ اور اس کے ذریعے اپنے افکار ونظریات کی تبلیغ کرتے۔

لیکن آپ نے اس حکمت عملی کو پسند نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس مصلحت کو قریب آنے دیا۔ بلکہ اپنی دعوت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو ان پرکشش طریقوں سے دور رکھا۔ اور واضح اور دوٹوک انداز میں پیش کرتے رہے۔ اس لیے کہ حق اور سچ آپ کے ساتھ ہے۔ یہ آج نہیں تو کل ضرور اپنے آپکو منوا لے گا۔ اگرچہ اس میں بڑی محنت کرنا پڑی۔ ایک طویل جدو جہد اور معرکہ آرائیوں کے بعد آخرکار آپ کا موقف درست او ر مبنی بر حق مان لیا گیا۔

حق کے اظہار میں مصلحت موقف کو کمزور کر دیتا ہے۔ ہم یہاں سر سید احمد خاں کا ایک اقتباس نقل کر رہے ہیں۔ جو انہوں نے مولوی محمد ابراہیم آروی لکھا۔ "اسی قسم کے خیالات ہیں۔ جن سے بڑے بڑے عالم واعظ خدا پرست دیندار کلمہ حق کے کہنے سے باز رہے۔ مولانا اسماعیل شہید اگر اسی قسم کے خیالات میں مبتلا رہتے تو ہندوستان میں سے شرک و بدعت کی تاریکی کیسے دور ہوتی (مزید لکھتے ہیں) اور بجز حق حق جو میرے نزدیک ہو' ذرہ برابر دریغ نہیں کرتا اور سمجھتا ہوں کہ یہ اول سیڑھی اسلام کی ہے۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قسم کے خیالات ہوئے (یعنی مصالحانہ) تو ممکن نہ تھا۔ کہ ان کی زبان سے "انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض" نکلتا اور ہمارے دادا ہمارے ہادی محمد ﷺ کو ایسے خیالات ہوتے۔ تو امکان نہ تھا کہ ہزاروں دشمنوں کے ہوتے لا الہ الا اللہ کا کلمہ زبان پر لاتے۔ ہمارا دشمن شیطان دینداری کے پردے میں ہم سب کو زیادہ دھوکے میں ڈالتا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہم نیک کام کر رہے ہیں اور لوگوں کو نیک راہ بتا رہے ہیں۔ اگر فلاں کلمہ حق کہیں تو بدک جائیں گے۔ اور جو نیکی ہم پھیلا رہے ہیں۔ اس سے نقصان پہنچے گا۔ یہ دینداری کے پردے میں شیطان کا دھوکہ دینا ہے۔ حق بات کا چھپانا یا باز رکھنا اور اس سے نیکی پھیلانے کی توقع رکھنا ایسے ہی ہے۔ جیسے جو بونا اور گیہوں ہونے کی امید رکھنا۔ انتساب مکاتیب سر سید شبلی اور اقبال ص 15-16

بسا اوقات جھوٹ من گھڑت باتیں خرافات فرسودہ قصے کہانیاں اور واقعات اس کثرت کے ساتھ بیان کیے جاتے ہیں۔ کہ وہ حقیقت معلوم ہوتے ہیں۔ اور لوگ سینہ بسینہ ان کو بیان کرتے چلے جاتے ہیں۔ انہیں جھٹلانے کی کسی میں ہمت نہیں ہوتی۔ حقیقت خرافات میں کھوگئی کے مصداق اصل بات اور سچا واقعہ جھوٹ کی گرد میں چھپ جاتا ہے۔ ان حالات میں اگر کوئی جرأت و ہمت سے کام لے کر اگر حقیقی تصویر پیش کرے۔ تو لوگ ششدرہ اور استعجاب کا اظہار کرتے ہیں۔ کہنے والے کی عقل پر شک گزرتا ہے۔ اور اسے بھی طعنے سننا پڑتے ہیں۔ یہاں تک اس پر گستاخ، وہابی ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ لیکن حق اور سچائی تو اس کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پاکستان میں چونکہ دینی جہالت ہے۔ اس ضمن میں علماء کرام جو باتیں بیان کر دیں وہی دین ہے۔ کسی کو دلیل پوچھنے کی توفیق نہیں۔ اور نہ ہی کوئی ایسی جرأت کرتا ہے۔ لہذا اکثر علماء سنی سنائی باتیں بیان کر دیتے ہیں۔ اور اصل واقعات اور اس کی حقیقت کو جاننے کی بھی کوشش نہیں کرتے۔ لہذا یہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ کہ یہ فلاں خطیب نے بیان کیا ہے۔ یا فلاں پیر صاحب نے خطبہ میں واقعہ سنایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں بہت سے واقعات محض من گھڑت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ واقعہ کربلا اور واقعہ معراج میں بھی ایسی باتیں شامل کر دی جاتی ہیں۔ جس کی کوئی اصل نہیں۔

یہ جانتے ہوئے بھی ان کی تردید کے لیے کوئی تیار نہیں ہوتا؟ غالباً عوامی مزاج دیکھا جاتا ہے۔ اور اسی تناظر میں بات کی جاتی ہے۔ آجکل ایک مسئلہ اور ہے۔ الیکٹرانک میڈیا پر بھی دینی پروگرام نشر ہوتے ہیں۔ ان میں بھی وہی اسلوب اختیار کیا جاتا ہے۔ جو عوامی خطیب عام جلسوں یا مجلسوں میں اختیار کرتے ہیں۔ نہایت مبالغہ کے ساتھ یہ واقعات دھرائے جاتے ہیں۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر انہیں بیان کیا جاتا ہے۔ لوگ سن کر اسی انداز سے بیان کرتے ہیں۔ اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں چینلز پر یہ واقعہ سنا ہے۔ یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور نہ جانے کب تک جاری رہے گا۔ خصوصاً محرم الحرم میں تو انتہا ہوگئی۔ اور ایسی خرافات سننے اور دیکھنے کو ملی کہ یہ گمان گزرتا تھا۔ کہ شیاد ہندو اپنی رسومات منا رہے ہیں۔ سمجھ نہیں آتی۔ کہ ان کی روک تھام کے لیے کام کا آغاز کہاں سے کیا جائے۔

دین اسلام کا عقیدہ، عبادات اور اخلاقیات روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ بالکل واضح اور دوٹوک آپ ﷺ نے فرمایا۔

حدیث کی عبارت

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ دین کی حقانیت کو بالکل واضح اور دوٹوک بیان کیا جائے۔ اور کسی قسم کی مصلحت کو خاطر میں نہ لایا جائے۔ کسی کو اچھا لگے یا نہ لگے۔ تمام مفادات سے بالاتر ہو کر حق کا اظہار کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ دین ہے۔ اور یہ دین قرآن وحدیث میں آج بھی اسی طرح صاف شفاف موجود ہے۔ جس کے احیاء کی ضرورت ہے۔ لوگوں نے محض قیل وقال کو دین۔ اور ابن الوقت علماء کی باتوں کو دینی تعلیمات سمجھ لیا ہے۔ جب کہ اس کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ ایسے کام جو صدیوں بعد ایجاد ہوئے۔ باشاہ ہوں یا حکمرانوں کی نفس پرستی کو دین کا نام دیگر دربار ی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملاؤں نے نافذ کر دیا ہے۔ اور آج وہی بدعات وخرافات اس قدر پھیل گئی ہیں۔ کہ وہ دین جو نہایت سادہ اور آسان ہے۔ مشکل نظر آنے لگا۔

ہماری خوشیاں اور غمیاں ان پر جو رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ اس کا اسلامی تعلیمات سے کیا تعلق ہے۔ خاص کر فوتیگی پر جس طرح جنازہ سے لے کر دفنانے تک اور اس کے بعد تیسرے، ساتوے، نوے، بیسویں، چالیسویں اور برسی پر جو کچھ ہوتا ہے۔ آخر اس کا کیا حوالہ ہے۔ ریا کاری کے علاوہ اس کا کیا مطلب ہوسکتا ہے۔ خصوصاً میت کو اس سے کیا راحت ملتی ہے۔ کس قدر دھوکہ اور فریب ہے۔ صرف اس لیے تاکہ لوگ یہ نہ کہہ دیں۔ والد نے اتنا ترکہ چھوڑا۔ بچے کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ برسی پر اجتماع کر لیتا۔ افسوس صد افسوس اگر دین اسلام کی حقیقی تعلیمات سے یہ لوگ آراستہ ہوتے تو وہ راستہ اختیار کرتے جس سے فوت شدہ کو اجر اور ثواب ملتا۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ لوگوں کا شعور اب کافی بیدار ہوا ہے۔ لیکن دین کے معاملے میں اب بھی علماء کے اندھے مقلد ہیں۔ ان کی کہی بات کو حرف آخر سمجھتے ہیں۔ ذرا بھی تحقیق وجستجو کا جذبہ نہیں! جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ علماء بھی دلیر ہوگئے۔ انہیں معلوم ہے کہ ان کے مقتدی عقل کے اندھے ہیں۔ جو کہہ دیا وہ کافی ہے۔ لیکن جہاں کہیں لوگوں میں دینی شعور ہے۔ وہاں ایسا نہیں ہوسکتا۔ وہ بات سن کر ایمان نہیں لاتے۔ بلکہ دلیل بھی پوچھ لیتے ہیں۔ لہذا ایسی جگہوں پر علماء بہت محتاط گفتگو کرتے ہیں۔

دین اسلام کی تعلیمات مشکل نہیں ہیں۔ جو مسلمان قرآن حکیم کو سمجھ کر پڑھتا ہے۔ اس کے لیے مبادی اسلام کو جان لینا نہایت آسان ہے۔ ''**ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر**'' اس لیے ہر مسلمان توحید ورسالت، عبادات، معاملات، معاشرتی مسائل سے واقف ہو جاتا ہے۔ اور حقیقت آشکار ہو جاتی ہے۔ وہ خود بھی حق کو سمجھ لیتا ہے۔ اور حق کہنے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ قرآن کی زبان بولتا ہے۔ جس پر کون اعتراض کرسکتا ہے۔

اس لیے ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اب وقت آگیا ہے کہ بدعات وخرافات کی یلغار کے خلاف حق کی آواز کو بلند کیا جائے۔ اور کھل کر وہ حقیقت لوگوں کے سامنے رکھ دی جائیں۔ اور غور وفکر کا میدان کھول دیا جائے۔ اس لیے کہ حق ہمیشہ سر بلند ہوتا اس پر کبھی کوئی غلبہ نہیں پا سکتا۔ (**حق یعلوا ولا یعلی علیہ**)

☆......☆......☆......☆

© rasailojaraid.com